جذبات فروغ پاتے ہیں۔

نظامِ اطاعت کی ہمہ گیری۔ پھر اس مشترکہ ذمہ داری نظامِ اطاعت کی ہمہ گیری بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ارشادِ نبوی ہے:۔

کلکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیتہٖ (متفق علیہ)

تم سے ہر ایک حکمران ہے اور اپنی رعایا کے متعلق وہ مسئول ہے۔

یہاں کلکم کا لفظ خاصا توجہ طلب ہے۔ گویا اسلامی معاشرہ کا ہر فرد اپنی حد تک حکمران بھی ہے اور اس سلسلہ میں جواب دہ بھی۔ ایک گھر کا سربراہ افرادِ خانہ کے لیے۔ ایک شہر کا حکمران اپنے شہر کے لیے، اسی طرح علاقہ کا حکمران علاقہ کے لیے اور پوری ریاست کا حکمران پوری رعایا کے لیے خدا کے ہاں بھی مسئول ہوگا اور حقوق کے اتلاف یا زیادتی کی شکل میں عام رعایا بھی اس سے باز پرس کر سکتی ہے۔

۳۔ ریاست اور قومیت کے بجائے ملّت کا تصور

اسلامی نظامِ سیاست میں رعایا کا وہ مفہوم مطلق نہیں پایا جاتا جو دوسرے نظام ہائے حکومت میں پایا جاتا ہے۔ مثلاً ریاست کی جو مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ ان کے مطابق ریاست کے عناصر کے ترکیبی اجزا چار ہیں (۱) آبادی (۲) علاقہ (۳) حکومت اور (۴) اقتدارِ اعلیٰ۔ لیکن نظامِ خلافت کے لیے مخصوص علاقہ کی کوئی شرط نہیں ہے۔ نظامِ خلافت ریاست کی بجائے ملت کا تصور پیش کرتا ہے۔ یہ کسی مخصوص علاقہ کی قید سے آزاد ہے اور اس کا مقصد عمدہ عالمی نظام قائم کرنا اور اس کی تعمیر و بلندی ہے۔ اسلام نے صرف اپنے وطن اور سرزمین کے لوگوں کو اپنا پیغام نہیں دیا۔ بلکہ یہ پیغام تمام دنیا کے لیے یکساں ہے۔ ارشاد باری ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (۴۹/۱۳)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرو۔ اور خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

اسی طرح اسلام کے پیغامبر کو بھی محض اپنے وطن کی خدمت کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا۔ ارشاد باری ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (۳۴)

اور اے محمد! ہم نے تم کو تمام لوگوں کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

دنیا کا خدا ربّ العالمین ہے جس کی ربوبیت عامہ میں خصوصیت وطن و مقام نہیں ہے۔ اس کا پیغام امن و نجات دنیا بھر کے لیے یکساں ہے۔ ملت کی تعریف میں جماعت، امیر اور ان دونوں کے مابین حقوق و فرائض کا تعلق تو پایا جاتا ہے لیکن وطن یا علاقہ کا کوئی تصور نہیں ملتا۔ ارشادِ نبوی ہے۔

لا اسلام الا بالجماعة، ولا جماعة الا بالامير ولا امير الا بالسمع والطاعة۔

جماعت کے بغیر اسلام نہیں۔ اور امیر کے بغیر جماعت نہیں اور امیر کا حق ہے کہ اس کا حکم سنا جائے اور اس کی اطاعت کی جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملتِ اسلامیہ کی تنظیم کا نقشہ پیش فرمایا ہے۔ اس میں بھی علاقہ یا وطن کا تصور معدوم ہے۔ اسی تصور کو علامہ اقبال نے یوں واضح کیا۔ ع

ہر ملک ملکِ ماست کہ ملک خدائے ماست

اسلام انسانیت کی وحدت اور اتحاد پر زور دیتا ہے اور یہ اصول دراصل اسلام کے عقیدۂ توحید کے ساتھ وابستہ ہے۔ انسانی وحدت قائم کرنے کے لیے ایک منتخب گروہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جو دوسرے انسان کی رہنمائی کر سکے۔ یہ منتخب گروہ مسلمان ہیں۔

تمام مسلمان ملتِ اسلامیہ کے رکن ہوتے ہیں۔ اور ملت کی تنظیم کے ذریعہ انسانیت کے اتحاد و ترقی کی کوشش کرتے ہیں۔ ملت کی بنیاد توحید اور ختم نبوت کے بنیادی اصولوں پر قائم ہے۔ توحید کا اصول اطاعتِ خداوندی کی دعوت دیتا ہے اور انسانی اعمال کی رہنمائی کرتا ہے۔ نبوت کی وجہ سے ملت کا نظم و ضبط قائم ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملت کے رہنما ہیں۔ اور آپ کی ذاتِ اقدس کی وجہ سے ملت کا نظم و ضبط قائم ہے۔ ملت کی تنظیم کا تصور قومیت کے اس محدود نظریہ کو رد کرتا ہے۔ جس کی بنیاد جغرافیائی انفصال، یا نسل و رنگ اور لسانی اتحاد پر ہے۔ مسلم ملت کی بنیاد دینِ اسلام ہے۔ اور اس لحاظ سے تمام مسلمان خواہ وہ کسی ملک، نسل یا ذات سے تعلق رکھتے ہوں۔ ملت کے ارکین متصور ہوں گے۔ علاقائی، نسلی، لونی، لسانی